جہات

پاکستان کا اسلامی تشخص قائم رکھنے کا خوش آئند اعلان

یوم پاکستان (۲۳ مارچ ۲۰۰۵ء) کے تاریخی اور یادگار موقع پر اسلام آباد میں مسلح افواج کی طرف سے بھرپور اور پرشکوہ عسکری طاقت کے مظاہرہ کے بعد مشترکہ فوجی پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے صدر پاکستان نے اپنے خطاب میں جہاں دیگر متعدد قومی و بین الاقوامی معاملات میں حکومتی پالیسی کی وضاحت کی، ملکی دفاع کو مضبوط اور ناقابل تسخیر بنانے کے عزم کا اعادہ کیا، پڑوسی ملک بھارت کے ساتھ کشمیر سمیت تمام متنازع امور کو پرامن طریقے سے حل کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور کشمیری بھائیوں کی حسب سابق سفارتی، سیاسی اور اخلاقی امداد جاری رکھنے کا اعلان کیا وہاں یہ خوش آئند اعلان بھی کیا کہ:

> ''...... ہمارا ملک اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے۔ یہ ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ دنیا کے سامنے اسلام اور پاکستان کا صحیح تشخص پیش کیا جائے۔ اعتدال اور رواداری اور بھائی چارے جیسی اسلامی اقدار کو عام کیا جائے۔ یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ اس کے اسلامی تشخص پر کوئی آنچ نہیں آنے دی جائے گی''

صدر مملکت نے مزید واضح کیا کہ:

> ''روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا مطلب مغربی تہذیب کے طور طریقے اختیار کرنا نہیں ہے۔ یہ بات واضح ہو جانی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد کے دائرے میں رہتے ہوئے روشن خیالی اور اعتدال پسندی اپنانا چاہتے ہیں''

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، مورخہ ۲۴ مارچ ۲۰۰۵ء)

صدر مملکت کا یہ اعلان جہاں تمام مسلمانان پاکستان خصوصاً ان بزرگوں کے دل کی آواز ہے جنہوں نے تحریک پاکستان میں عملی طور پر حصہ لیا اور آزادی جیسی نعمت و دولت کی ''قیمت'' چکائی۔ دوسرے وہ قیام پاکستان کی بنیادی غرض و غایت اور دو قومی نظریہ کا شعور بھی رکھتے ہیں۔ وہاں اس اعلان سے ان غلط فہمیوں خدشوں اور اندیشوں کا بھی یقیناً ازالہ ہو گا جو پچھلے کچھ عرصہ سے بعض حکومتی اقدامات و اعلانات اور اخباری بیانات کے باعث عوام کے ذہنوں میں پیدا ہو رہے تھے۔

یہ ایک مسلمہ اور ناقابل تردید حقیقت ہے اور اس بات کے ابھی ہزاروں عینی گواہ موجود ہیں کہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت کے طور پر معرض وجود میں آیا' اس کے قیام کا سب سے بڑا مقصد و محرک ''لاالہ الااللہ'' (اسلام کا نفاذ) تھا اور اسی بابرکت نعرہ نے تحریک پاکستان میں جان ڈال دی اور برصغیر کے مختلف مکاتب فکر کے مسلمانوں کو قائداعظم کی قیادت میں مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع و متحد کر دیا تھا- مسلمانوں کے اس اتحاد و اتفاق یکجہتی اور جذبہ حریت نے وہ کام کر دکھایا جو بظاہر ناممکن اور ایک دیوانے کا خواب نظر آتا تھا-

حصول پاکستان کے بنیادی مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے ایک موقع پر فرمایا تھا:

''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں''

(اسلامیہ کالج پشاور میں خطاب مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء)

قیام پاکستان کے اس بنیادی غرض و غایت کی وضاحت بانی پاکستانؒ نے متعدد مواقع پر بیان فرمائی جس کی تفصیل کی یہاں چنداں ضرورت ہے نہ گنجائش- علاوہ ازیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے موجودہ آئین کی دفعہ ۲ (جزء ۱) میں ہے کہ:

Islam shall be the state religion.

صدر مملکت کی طرف سے پاکستان کا اسلامی تشخص قائم رکھنے اور اس پر آنچ نہ آنے دینے کا یہ خوش آئند اعلان اور یہ صراحت کہ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا مطلب مغربی تہذیب کے طور طریقے اختیار کرنا نہیں ہے- یقیناً قائداعظمؒ کے درج بالا فرمودات اور آئین پاکستان کی اسلامی دفعات کو عملی جامہ پہنانے کے نیک ارادہ کا مظہر ہے- اس کے علاوہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا سربراہ حکومت اور پاک فوج (جس کا ماٹو ہی جہاد اسلام ہے) کا سپہ سالار ہونے کے ناطے ان کا مذہبی اخلاقی قانونی آئینی فریضہ بھی بنتا ہے کہ وہ بہر صورت ہر قیمت اور ہر قسم کے حالات میں نظریہ پاکستان اور وطن عزیز کے اسلامی و اساسی تشخص کا دفاع کریں- فطری امر ہے کہ جب سربراہ حکومت اور سپریم کمانڈر اپنے ملک کے اساسی نظریہ اور اسلامی تشخص کے دفاع کیلئے سینہ تان کر کھڑا ہو جائے تو ''الناس علی دین ملوکھم'' (لوگ عام طور پر اپنے بادشاہوں کے دین اور طور طریقوں کو اختیار کرتے ہیں) کی انسانی نفسیات کے مطابق ۱۴ کروڑ عوام بھی ان کی تائید کرنے اور آواز میں آواز ملانے کیلئے تیار کھڑے ہوں گے- اور جب اس مسئلہ میں ان کی پشت پر پوری قوم کھڑی

ہوگی تو اس اتحاد و یکجہتی کی برکت سے انشاء اللہ کسی بھی ملک و اسلام دشمن طاقت اور شرپسند عناصر کو نظریہ پاکستان اور وطن عزیز کے اسلامی تشخص کو مجروح کرنے کی جرات نہیں ہوگی۔

یہاں ''اسلامی تشخص''، ''روشن خیالی'' اور ''اعتدال پسندی'' کی اصطلاحوں کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت کر دینا بے جا نہ ہوگا۔ چنانچہ اہل علم سے مخفی نہیں کہ ''اسلامی تشخص'' سے مراد یہ ہے کہ اسلام انسانی زندگی سے متعلق چھوٹے بڑے تمام امور و معاملات میں اپنی الگ شناخت و پہچان کا حامل ہے۔ اسے اپنی پہچان اور وجود کو قائم و برقرار رکھنے کیلئے قطعاً کسی بیرونی سہارے کی ضرورت نہیں۔ اس کی اپنی پاکیزہ و باحیا تہذیب ہے، مستقل و ممتاز تمدن ہے۔ منفرد ثقافت ہے۔ روشن روایات ہیں۔ معیشت، معاشرت، کھیل و تفریح، حکومت و سیاست، عبادات، معاملات، لین دین، قومی و بین الاقوامی امور، تعلیم و تعلم، خوشی غمی، نشست و برخواست، گفت و شنید، کھانا پینا، رہن سہن، وضع قطع، بود و باش حتیٰ کہ جسمانی طہارت و نظافت سمیت مرد و خواتین کی زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جس میں اسلام اور پیغمبر اسلام نے واضح دو ٹوک اور دنیا و آخرت میں فلاح و اطمینان کی ضامن ہدایات اور دائمی اصول و ضوابط نہ چھوڑے ہوں۔ پھر اسلام نے علم و حکمت کو مومن کی گمشدہ متاع قرار دیا ہے۔ یہ متاع جہاں سے اور جس قوم و فرد سے بھی حاصل ہو بڑے کھلے دل سے اس کے حصول و قبول کی ترغیب و اجازت دی ہے۔ مگر وہ ایسی ''روشن خیالی'' اور ''اعتدال پسندی'' کی اجازت نہیں دیتا کہ وحی الٰہی پر مبنی ہزاروں حکمتوں اور ہزاروں دنیوی و اخروی فوائد و برکات کی حامل پاکیزہ اسلامی تہذیب و تمدن اور اپنی مشرقی روایات کو چھوڑ کر محض کسی وقتی سیاسی اور ظاہری منفعت کی خاطر ہمہ جہتی نحوست، بے برکتی، بے اطمینانی، بے سکونی اور بے شرمی کی نمائندہ اور عفت و عصمت اور حلال و حرام کے تصور سے عاری غیر اسلامی اور مغربی تہذیب و ثقافت کو اپنا لیا جائے۔

اسلام اس معاملے میں انتہائی غیرت مند اور حساس واقع ہوا ہے۔ دین دنیا کے معاملات میں برائیوں کی نقالی تو وہ قوم کرے جس کے پاس اپنا کوئی مستقل نظام اور نمونہ نہ ہو جبکہ اہل اسلام کے پاس قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ کی شکل میں ایک مستقل دائمی اور آفاقی نمونہ موجود ہے۔ غالباً اسی لئے حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر　　　کہ خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

غیروں کی نقالی تو بہت دور کی بات ہے، اسلام نے طور و اطوار میں ان کی مشابہت سے بھی منع کیا ہے۔ چنانچہ اسلام میں ان آستانوں (نصب) یا مقامات پر قربانی کرنے کو درست قرار نہیں دیا گیا جہاں کبھی بت پرست قربانی کیا کرتے تھے۔ بعض صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے اہل فارس کی طرح

نیروز ومہر جان کا تہوار منانے کی اجازت چاہی لیکن آپ ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی' طلوع آفتاب غروب آفتاب اور عین دوپہر کے وقت نماز جیسی عبادات سے صرف اس لئے منع کیا گیا کہ ان اوقات میں سورج پرست اور بت پرست قومیں سورج کی پوجا کیا کرتی تھیں-اسی طرح یوم عاشورہ کے نفلی روزہ کے ساتھ ایک اور روزہ کا حکم محض اس لئے دیا کہ یہودیوں سے امتیاز ہو جائے-

تشبہ بالاغیار کے معاملے میں پیغمبر اسلام ﷺ کی باریک بینی اور دور اندیشی پر مشتمل ان جیسی بیسیوں ہدایات اور اس مسئلے میں متعدد قرآنی نصوص کے مدنظر حافظ ابن کثیر نے سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۰۴ (یایھاالذین آمنوا لاتقولوا راعنا وقولواانظرنا) کی تفسیر میں لکھا ہے:

''فیہ دلالۃعلی النھی الشدیدوالتھدیدوالوعیدعلی التشبہ بالکفارفی اقوالھم وافعالھم ولباسھم واعیادھم وعباداتھم وغیرذالك من امورالتی لم تشرع لنا'' (تفسیر ابن کثیر ۱/ ۱۴۸ طبع لاہور)

اس آیت میں کفار کے ساتھ ان کے اقوال' افعال' لباس' تہوار' عبادات اور تمام دیگر غیر مشروع امور میں مشابہت کے معاملے میں سخت ممانعت' تہدید (خوف دلانا) اور وعید (اخروی خوف) پر واضح دلالت پائی جاتی ہے-

اصل میں اسلام کی روشن تعلیمات اور اپنے روشن ودرخشندہ ماضی سے نابلد اور مغربی تہذیب وثقافت کے دلدادہ جدت واباحت پسند مسلمانوں میں یہ غلط فہمی یا خوش فہمی پیدا ہو رہی ہے کہ دنیا میں عزت وترقی مغربی تہذیب وتمدن اور مغربی نظام حیات اختیار کرنے کے ساتھ مشروط ہے جبکہ اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی اولین تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ اہل اسلام کی عزت وعظمت اور ترقی کا راز خلوص دل سے اسلام اور پیغمبر اسلام کی پیروی میں پنہاں ہے-

یہی وجہ ہے کہ معروف خلیفہ راشد حضرت عمر فاروقؓ اپنے زمانہ خلافت میں اونٹنی پر سوار جب شام تشریف لائے اور جلیل القدر صحابی حضرت ابوعبیدہ ابن جراح بھی ان کے ہمراہ تھے تو ایک جگہ سامنے پانی / کیچڑ پیش آ گیا- یہ دیکھ کر حضرت عمر اپنی اونٹنی سے اتر پڑے (روایتی سادگی کے انداز میں) موزے اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لئے اور اونٹنی کی مہار پکڑ کر پانی میں داخل ہو گئے- حضرت ابوعبیدہ نے تعجب سے کہا: اے امیر المؤمنین آپ اور ایسی (غیر شاہانہ) حرکت: آپ نے موزے اتار کر کندھوں پر رکھ لیے ہیں اور اپنی اونٹنی کی مہار پکڑ کر پانی میں داخل ہو گئے ہیں- مجھے یہ بات پسند نہیں کہ شہر والے آپ کو ایسی حالت میں دیکھیں- حضرت عمرؓ نے فرمایا: افسوس تم نے یہ بات

کہی اگر کوئی دوسرا آدمی کہتا تو اسے عبرت ناک سزا دے کر امت محمدیہ کیلئے ایک عبرت بنا دیتا۔ اس کے بعد وہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا جو آب زر سے لکھنے کے قابل اور مغربی تہذیب کے شیدائیوں کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہے۔

المستدرک للحاکم میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

''انا کنا اذل قوم فاعزنا اللہ بالاسلام فمہما نطلب العز بغیر ما اعزنا اللہ بہ اذلنا اللہ''

بلاشبہ ہم لوگ (دنیا کی) ذلیل ترین قوم تھے۔ پھر اللہ کریم نے اسلام کے ذریعے ہمیں عزت عنایت فرمائی۔ لہذا جب بھی ہم اس راستے سے ہٹ کر عزت طلب کریں گے، جس کی برکت سے اللہ نے ہمیں عزت دی تو اللہ ہمیں ذلیل خوار کر دے گا۔

(المستدرک للحاکم۔ کتاب الایمان، ج ا ص ۶۱۔ ۶۲، حیدر آباد دکن ۱۳۳۴ھ)

جبکہ ابونعیم اصفہانی نے حضرت عمرؓ کا یہ تاریخی جملہ ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

''انکم کنتم اذل الناس فاعزکم اللہ برسولہ فمہما تطلبوا العز بغیرہ یذلکم اللہ''

بے شک تم سارے لوگوں / دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل لوگ تھے۔ اللہ کریم نے تمہیں اپنے رسول ﷺ کی برکت سے دنیا میں عزت دی۔ لہذا تم لوگ جب بھی رسول اللہ ﷺ کے راستے سے ہٹ کر عزت طلب کرو گے تو اللہ تمہیں ذلیل وخوار فرما دے گا۔

(ابونعیم اصفہانی، حلیۃ الاولیاء ا/ ۴۷، مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۹۳۲ء)

چنانچہ تاریخ اسلام میں فاروق اعظمؓ کے اس تاریخی جملہ کی صداقت کا اظہار متعدد بار ہو چکا ہے اور اب بھی ہو رہا ہے مگر امت مسلمہ اس سے عبرت نہ پکڑے تو دوسری بات ہے جس کا کوئی علاج نہیں۔ مسلمانوں کو ان کے فلسفہ حیات، اسلامی اخلاق واقدار، اسلامی معاشرت اور اسلامی تہذیب وثقافت سے بیگانہ کر کے انہیں ایمانی، اخلاقی اور روحانی اعتبار سے کمزور کرنا اسلام مخالف اور مغربی طاقتوں کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے اور اس کیلئے وہ ہر حربہ استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں سی آئی اے کے ریسرچ ونگ کی طرف سے ''گلوبل ٹرینڈ ۲۰۲۰'' کے نام سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جو اس خواہش کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیے:

''رپورٹ میں مشورہ دیا گیا ہے کہ اسلامی بنیاد پرستی مستقبل قریب میں یورپ اور امریکہ کیلئے انتہائی خطرناک ثابت ہوگی۔لہذا اس کے تدارک کیلئے ابھی سے کوئی جامع پالیسی بنانا ہوگی' امریکہ کو چاہیے کہ وہ تمام اسلامی ممالک کو لبرل بنائے ان ممالک میں ڈسکو کلب' شراب خانے اور جوا خانے کھولے جائیں' وہاں آفتابی غسل کے ساحل بنائے جائیں' نظام تعلیم سے اسلامی تعلیمات خارج کردی جائیں۔مخلوط تعلیم کو قانونی شکل دی جائے' تمام سرکاری اور غیر سرکاری دفتروں میں خواتین کی تعداد بڑھائی جائے' مانع حمل ادویہ کا استعمال بڑھایا جائے' بچوں کو اسکولوں میں جنسی تعلیم دی جائے' ریڈیو اور ٹیلیوژن پر شراب اور سگریٹ کے استعمال کے اشتہار دکھائے جائیں' وہ تمام ممالک جن کے درمیان اختلاف پائے جاتے ہیں اور ان اختلافات کے نتیجے میں اسلامی ممالک میں جہاد کی سوچ پروان چڑھ رہی ہے ان ممالک کے درمیان اتحاد اور صلح جوئی پیدا کی جائے' انگریزی کو تمام اسلامی ممالک میں ذریعہ اظہار بنادیا جائے' جہادی تنظیموں' مدرسوں اور جماعتوں پر پابندی لگادی جائے' نقاب' حجاب ڈاڑھی اور نماز کی حوصلہ شکنی کی جائے' مذہب کو ریاست کی بجائے پرائیویٹ معاملہ بنایا جائے' اسلامی دنیا کے پڑھے لکھے نوجوانوں کو یورپ اور امریکہ منتقلی کی حوصلہ افزائی کی جائے' اسلامی دنیا میں ایسے دانشور' اخبارات اور ٹیلیوژن چینل پروان چڑھائے جائیں جو ان ممالک کے عوام کو احساس کمتری کا شکار بنادیں' جو اپنے ممالک کے شہریوں کے دل و دماغ میں یہ بات راسخ کردیں کہ ہم یورپ اور امریکہ سے پیچھے ہیں اور اگر امریکہ و یورپ کی زندگی کے اصول نہ اپنائے گئے تو ہم ختم ہوجائیں گے......سی آئی اے کی اس رپورٹ میں امریکہ کو مشورہ دیا گیا ہے کہ اگر امریکہ نے ان معاملات پر فوری توجہ نہ دی تو ۲۰۲۰ء وہ سال ثابت ہوگا جس کے بعد امریکہ کا عروج زوال بن جائے''

(ہفت روزہ ''ضرب مومن'' کراچی ۱۱ مارچ ۲۰۰۵ء)

ان حالات میں ضروری ہے کہ حکومت صدر مملکت کے مذکورہ بالا اعلان وعزم کہ ''پاکستان کے اسلامی تشخص پر آنچ نہیں آنے دی جائے گی'' کو عملی جامہ پہنانے کیلئے لازمی اقدامات کرے۔صدر مملکت نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ ''روشن خیالی'' اور ''اعتدال پسندی'' کا مطلب یہ نہیں کہ

مغربی تہذیب کے طورطریقے اختیار کرلیے جائیں-جن نوجوان لڑکیوں پرشریعت نے غیرمحرم مردوں سے حجاب کولازم ٹھہرایااور مساجد میں جماعت و جمعہ جیسی عبادات میں لازمی شمولیت سے انہیں مستثنیٰ قراردیاہے'وہ نیکر پہن کرمیراتھن ریس میں حصہ لیں-بسنت اورجشن بہاراں کے نام پر شراب وشباب کی محفلیں سجانے'پتنگ بازی میں دھاتی ڈور سے منچلوں کو بے گناہ شہریوں کے جان ومال سے کھیلنے اور مادر پدرآزادی کی کھلی اجازت دے دی جائے-اسی طرح معصوم بچوں اوربچیوں کو جنسی تعلیم کے ذریعے اخلاق باختہ اورجنسی مریض بنا دیا جائے-نصاب تعلیم سے جہادی آیات کوخارج کرکے مسلمانوں میں جذبۂ جہاد پیدانہ ہوسکنے کا سامان کیا جائے-ملی غیرت اوراسلامی شرم وحیاء کوختم کردینے کی ترکیبیں سوچی جائیں-ملک میں سیکولرازم' لادینیت اور اباحت کوترویج دی جائے اورکسی نہ کسی صورت میں پاکستان کا جواسلامی تشخص'شناخت اوراسلامی آئین ہے'اسے ختم کردیاجائے-

اسلام نے اپنے ماننے والوں کوغیرمسلم اقلیتوں کے ساتھ مکمل رواداری برتنے'فراخ دلی کابرتاؤکرنے'ان کو مذہبی آزادی دینے'ان کے تمام انسانی حقوق کی پاسداری'ان کے جان ومال عزت وآبرواورعبادت گاہوں کے تحفظ اور ہرطرح سے حسن سلوک کاحکم دیا ہے-مگراس رواداری کا یہ معنیٰ بھی نہیں کہ ان غیرمسلموں کی خوشنودی اور روشن خیالی کا ثبوت دینے کیلئے کوئی حکومتی اہلکار اپنے ماتھے پر''تلک'' لگوانے لگے''ہولی''کے تہوارمیں اپنے کپڑوں پر''رنگ'' پھینکوانے لگےحتیٰ کہ خانہ خدا'مسجد کا سنگ بنیادبھی ان سے رکھوانے کیلئے تیارہوجائے-

ہم امید کرتے ہیں کہ حکومت صدرمملکت کے مذکورہ بالا اعلان کے مطابق پاکستان کے اسلامی تشخص کوقائم رکھنے کیلئے تمام ضروری اقدامات اوروسائل واختیارات بروئے کارلائے گی-

مدیرمسئول